OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: ***Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.***

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
Jan-March-2022
Vol: 7, Issue: 25
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

اسلامی حکومت میں اقلیتوں کا تحفظ اور خوشحالی: تشریع و تطبیق فقہِ اسلامی کی روشنی میں

Protection & Prosperity of Minorities In Islamic State (Interpretation and Application in the light of Islamic jurisprudence)

Muhammad Akram Nizami
DHA, Lahore, Pakistan:
drnizami36@hotmail.com
Sadia Nasrullah
Assistant Professor Govt. Associate college, Wapda Town, Lahore:
drsadinizami@gmail.com

Abstract
Human rights violations and safeguarding the rights of the minorities is considered the most important issue these days, being the center point of all discussions related to international agencies and human rights activists. Islam has laid great emphasis on safeguarding the rights of minorities including safety of their lives and property. This article sets out the text in light of Islamic jurisprudence from the Holy Quran and the sayings of the Holy Prophet Hazrat Muhammad (Sallallahu Alihi Wa Sallam.) that makes it a duty on the Muslim rulers to ensure safety of their lives, property and safeguard all their human rights. Relevant examples from history of the Holy Prophet, the rightly guided Caliphs and the Muslim rulers presented in this article make it more authentic. They not only protected their rights but on occasions gave them preference over the rights of the Muslims. Islam takes full responsibility for the safety and protection of the minorities, being Dhimmies, in return to the tax called Jizia, collected by the Islamic state.

Keywords: Minorities, Rights, Islam

دنیا کے تمام مہذب معاشروں میں مختلف طبقات کے حقوق و فرائض کی تعیین و تشریع اور تطبیق و تنفیذ کی جاتی ہے۔ حقوق و فرائض کی درست انجام دہی انسانی معاشرہ کی بقاء، تسلسل اور امن و سلامتی کے قیام کے لئے از حد ضروری ہے۔ ان کی ادائیگی میں کسی قسم کا تعطل معاشرتی سرطان کی حیثیت رکھتا ہے جس کا نتیجہ مجموعی طور پر

معاشرتی اقدار کی موت ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اور نبی کریم رحمۃ للعالمین ﷺ کی شریعت تمام طبقاتِ انسانی کے حقوق کے تحفظ، خوشحالی اور امن و سلامتی کی ضامن ہے۔ زیرِ نظر مضمون اس موضوع پر بحث کرتا ہے کہ اسلامی ریاست میں اقلیتوں کے بنیادی حقوق سے متعلق اسلامی آئین (فقہ) میں کس نوعیت کی قانون سازی کی گئی ہے؟ اور فقہِ اسلامی کے قوانین و ضوابط کی روشنی میں اس میں تطبیق کی کون کون سی صورتیں ہیں؟

لفظ اسلام "سَلْم "[1] سے ماخوذ ہے۔ جس میں سلامتی کا معنی پایا جاتا ہے۔ اسی مادہ (root of word) سے کچھ فرق کے ساتھ اس معنی پر دلالت کرنے والے چند اور کلمات کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، مثلاً: سلام، اسلام، سلامت، سالم اور سلیم وغیرہ۔ اسی طرح معروف جملہ "السلام علیکم" جس کے ذریعہ مسلمان بوقتِ ملاقات ایک دوسرے کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں، اس کی دلیل ہے۔ عبارت النص (اصولِ فقہِ اسلامی) کی روشنی میں ایک آدمی دوسرے کو سلامتی کی ضمانت تب ہی فراہم کر سکتا ہے، جو نظری و فکری اور عملی اعتبار سے خود سلامتی کا متحمل ہو، جیسا کہ ایک مسلمان کی تعریف میں نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ.[2]

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

اسی مفہوم کو وسعت دیتے ہوئے ایک اور حدیث مبارک میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ [3]

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں۔"

مذکورہ دونوں احادیث مبارکہ میں جب ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اول الذکر حدیثِ مبارک کی روشنی میں مسلمان کی کامل تعریف امتِ مسلمہ کے اسی فرد پر صادق آسکتی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہ سکیں جبکہ مؤخر الذکر حدیث پاک میں مسلم کی تخصیص سے ماوراء نسلِ انسانی کے

---

[1]. ابن منظور، محمد بن مكرم الإفريقي، لسان العرب . بيروت: مؤسسة الأعلمي للمطبوعات،2005م. 1876/2
Ibn ManÍë, Muhammad b. Mukarram, Lis«n al-arab, Bierut, 2005. 2/1876

[2]ترمذي، محمد بن عيسى، السنن، بيروت: دار إحياء التراث العربي، بدون سنة النشر. رقم الحديث:2627, 17/5
Tirmidhâ Muhammad b. Es«, al-sunan, Beirut, D«r Ihy« al-tura«th alrabâ, Hadith:2627, 5/17

[3] .نسائي، أحمد بن شعيب، السنن، مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب. 1986- رقم الحديث:4995
Ni«â, Ahmad b. Shoayb, Al-sunan, Maktab al-matbë«t al-isl«miah, Halb, 1986. Hadith: 4995

ہر فرد کو اس حکم میں شامل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے بنی نوع انسان کا ہر فرد چاہے وہ مسلم ہے یا غیر مسلم محفوظ رہ سکے۔

اسی مفہوم کی ایک اور مؤید حدیث جس میں ایک مؤمن کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ.(4)

"اور مؤمن وہ ہے جس کے کردار سے دوسرے لوگوں کے جان و مال محفوظ رہ سکیں۔"

اس حدیث پاک میں کلمہ "الناس" اصولِ فقہ اسلامی کی روشنی میں "عام" ہے جس کی عمومیت کا تقاضا ہے کہ ایک مؤمن کی طرف سے امن، معاشرہ کے تمام افراد کو ملنا چاہیے، خواہ وہ افرادِ معاشرہ مسلم ہوں یا کہ غیر مسلم!

لفظ مؤمن اور مسلم کی لغوی اور شرعی حیثیت

لفظ مؤمن عربی گرائمر کے اعتبار سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، اس لفظ کا مصدر ایمان از باب افعال ہے، جس کا مادہ (root) "امن" ہے۔ باب افعال کی معنوی خاصیات کی بنیاد پر مؤمن کا معنی و مفہوم صرف امن والا نہیں ہو گا بلکہ امن فراہم کرنے والا بھی ہو گا اور مؤمن کا شرعی مفہوم حدیث پاک کی روشنی میں ذکر کیا جاچکا ہے کہ صاحب ایمان وہی ہے جو خود بھی امن والا ہو اور دوسروں کو بھی امن و امان مہیا کرے۔ بعینہ لفظ "مسلم" سے مراد بھی سلامتی والا اور دوسروں کو سلامتی فراہم کرنے والا ہے، اور حدیث پاک کی رُو سے مسلمان کی تعریف ابتدا میں گذر چکی ہے۔

مذکورہ تعریفات سے درج ذیل نقاط معلوم ہوتے ہیں:

1) ایمان انسان کی نظری اور فکری زندگی سے بحث کرتا ہے جبکہ اسلام اس کی عملی زندگی پر دلالت کرتا ہے۔ ایمان اور اسلام ایک حسیں امتزاج ہے، جس کے بنیادی مظاہر امن اور سلامتی ہیں۔ اور امن و سلامتی لازم و ملزوم ہیں، یعنی سلامتی ہو گی تو امن ہو گا اسی طرح امن ہو گا تو سلامتی ہو گی، سو اس

---

(4) نسائي، المصدر السابق - رقم الحديث:4995

Ni«â, Ahmad b. Shoayb, Al-sunan,. Hadith: 4995

اعتبار سے ایمان اور اسلام کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے، اور ان سے متصف انسان نہ صرف اپنوں بلکہ غیروں کے لئے بھی ان کی جان مال اور عزت وآبرو کے اعتبار سے امن و آشتی کا باعث بنتا ہے جس کی وجہ سے وہ معاشرے کا ایک لائق فخر کردار کہلاتا ہے۔

2) عربی لغت اور اصولِ فقہِ اسلامی کے ضوابط کی روشنی میں معلوم ہوا کہ اسلام نہ صرف سلامتی اور امن کا دین ہے بلکہ دوسروں کو بھی سلامتی اور امن فراہم کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔

3) امتِ مسلمہ کا مشہور دعائیہ کلمہ "السلام علیکم" اپنے لغوی اور اصطلاحی مفہوم کی بنیاد پر دوسروں کے لئے سلامتی وعافیت اور امن وامان کا ایک مضبوط پیغام ہے۔

4) قبل ازیں، مسلمان کی تعریف میں جو حدیث پیش کی گئی وہ بھی اس بات پر دال ہے کہ مسلمان خود اپنی ذات میں بھی صلح وآشتی کا پیکر ہوتا ہے اور دسروں کے لئے بھی موجب امن وسلامتی ہوتا ہے۔

5) ہر وہ شخص جو دائرہ اسلام میں داخل ہے اگر وہ دوسروں (مسلم و غیر مسلم) کو سلامتی اور امن فراہم نہیں کرتا اور نہ ہی فراہم کرنے کا خواہاں ہے تو اسے صحیح معنوں میں اپنے آپ کو کامل مسلمان کہلانے کا حق حاصل نہیں ہے۔ یاد رہے کہ اسلام میں جہاد کے حکم سے مراد بھی غلبۂ دینِ حق ہے تاکہ پوری دنیا میں امن وسلامتی کی فضا قائم ہو سکے جس سے لوگوں کے حقوق کا تحفظ ہو اور معاشرے میں ان کے لئے خوشحالی کی راہیں ہموار ہو سکیں۔

تمہیدی بحث سے نتائج اخذ کرنے کے بعد اب ہم اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں کہ ایک اسلامی حکومت میں اقلیتوں کے تحفظ اور ان کی خوشحالی سے متعلق فقہ اسلامی کی روشنی میں احکام کیا ہیں۔

اسلامی حکومت میں اقلیتوں کا تحفظ اور خوشحالی

شریعت اسلامیہ تین جہات سے اقلیتوں کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرتی ہے:

1. اقلیتوں کی جان کا تحفظ
2. اقلیتوں کے اموال کا تحفظ

3. اقلیتوں کی عزت و آبرو کا تحفظ

ا- اقلیتوں کی جان کا تحفظ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا- (5)

"جس نے قتل کیا کسی انسان کو سوائے قصاص کے اور زمین میں فساد برپا کرنے کے تو گویا اس نے قتل کر دیا تمام انسانوں کو اور جس نے بچالیا کسی جان کو تو گویا بچالیا اس نے تمام لوگوں کو۔"

مذکورہ آیت کریمہ میں کلمہ "نفساً" اصول فقہ کے بنیادی ضابطہ "عام" پر دلالت کرتا ہے، قاعدہ کے مطابق "عام" کسی شے کی عمومیت پر دلالت کرتا ہے لہذا اس ضابطہ کے مطابق نفساً (جان) سے مراد کوئی بھی انسانی جان ہو سکتی ہے خواہ وہ جان کسی مسلم کی ہو یا غیر مسلم کی، اگر کوئی آدمی ناحق قتل کرے گا تو وہ پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہو گا۔ اسلامی حکومت کا قیام ہی چونکہ اس بنیاد پر ہوتا ہے کہ وہ ملک میں ہر سطح پر اسلامی اصولوں اوراحکامات کا نفاذ کرے گی، سو ایسی حکومت پر فرض ہے کہ وہ ذکر کردہ قرآنی اصول کی پاسداری کرتے ہوئے ہر انسانی جان کے تحفظ کو یقینی بنائے، چاہے اس کا تعلق اقلیتوں سے ہے یا اس کے علاوہ ہے۔ اور اس معاملہ میں انفرادی و اجتماعی اعتبار سے سرکاری سطح پر اپنے فریضہ کو سرانجام دے۔

آیت مذکورہ میں دوسرے مقام پر کلمہ "احیاھا" میں "ھا" اسم ضمیر ہے جس کا مرجع نفساً (جان) ہے یہاں پر بھی اصولِ فقہِ اسلامی کے ضابطہ "عام" کا اطلاق ہو گا۔ یعنی اگر کسی آدمی نے کسی انسانی جان کو بچالیا، خواہ وہ جان کسی اقلیت کی ہو یا غیر اقلیت کی، مسلم کی ہو یا غیر مسلم کی، تو وہ ایسے ہی جیسے اس نے پوری نسل انسانی کو بچالیا ہے۔ قرآن مجید کے اس حکم کے مطابق بھی اسلامی حکومت کا اولیں فرض بنتا ہے کہ وہ انسانی جانوں کی بقاء و سلامتی اوران کی خوشحالی کے لیے مؤثر اقدام کرے۔

---

(5). سورة المائدة، الآية :32

Al-m«'dah: 32

تشریعی حکم

آیت مذکورہ میں اول الذکر بحث (بغیر کسی شرعی حکم کے قتلِ جان پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے) سے اصولِ فقہِ اسلامی کے ضابطہ "عام" کی روشنی میں اسلامی حکومت کے ماتحت اقلیتوں کی جان (انسانی جان) کے تحفظ کا بلاواسطہ حکم ملتا ہے جبکہ بالواسطہ ان کے مال، املاک اور عزت و آبرو وغیرہ کے تحفظ کا سبق ملتا ہے۔ اسی طرح آیت کریمہ میں ثانی الذکر بحث (ومن احیاھا) سے اقلیتوں کی خوشحالی اور اس کے فروغ کا سبق ملتا ہے، اور اس سلسلہ میں احکام کی بجاآوری میں اعلیٰ سطح پر اسلامی حکومت اولیں مخاطب ہے۔

نوٹ: نص قرآنی کا اس بات پر دلالت کرنا کہ بغیر کسی عذر شرعی کے انسانی جان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے۔ اس بات سے ایک انسانی جان کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، قطعِ نظر اس کے کہ وہ انسانی جان کسی مسلم کی ہے یا غیر مسلم کی!

فقہ اسلامی کے پہلے بنیادی اصول کی روشنی میں اقلیتوں (غیر مسلموں) اور مسلمانوں کے قصاص اور دیت میں مساوات کا حکم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ.((6))

ترجمہ: " اے ایمان والو! فرض کیا گیا ہے تم پر قصاص جو (ناحق) مارے جائیں آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت، سو جس کو د معاف کی جائے گی اس کے بھائی (مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ چیز تو چاہیے کہ طلب کرے (مقتول کا وارث) خون بہا دستور کے مطابق اور (قاتل کو چاہیے) کہ اسے ادا کرے اچھی طرح، یہ رعایت ہے تمہارے رب کی طرف سے اور رحمت ہے۔ تو جس نے زیادتی کی اس کے بعد تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

(6). سورة البقرة، الآية: 178

Al-baqarah: 178

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ.(7)

ترجمہ: "اور ہم نے لکھ دیا تھا یہود کے لئے تورات میں (یہ حکم) کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے لئے قصاص تو جو شخص معاف کر دے بدلا، تو یہ معافی کفارہ بن جائے گی اس کے گناہوں کا، اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے اتارا ہے اللہ نے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔"

اول الذکر سورۂ بقرہ کی آیت کریمہ میں لفظ "الْقَتْلَى (مقتول)" اور ثانی الذکر سورۂ مائدہ کی آیت مبارکہ میں کلمات "النَّفْسَ بِالنَّفْسِ (جان کے بدلے جان)" اصول فقہ اسلامی کے لحاظ سے "عام" ہیں اور عام اپنے حکم کے اعتبار سے عمومیت پر دلالت کرتا ہے سو اس اعتبار سے قرآن مجید کا یہ حکم قصاص اور اس کی فرع دیت مسلمان اور ذمی کے حق میں برابر ہے۔

فقہ اسلامی کے دوسرے بنیادی اصول (حدیث مبارک) کی روشنی میں اقلیتوں کے تحفظ جان کا شرعی حکم

حضرت عبد الرحمان بیلمانی رضی اللہ عنہ (حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے غلام) بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَرُفِعَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم، فَقَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: أَنَا أَحَقُّ مَنْ وَفَى بِذِمَّتِهِ، ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ.(8)

ایک مسلمان آدمی نے اہل کتاب کے ایک شخص کو قتل کر دیا، یہ مقدمہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: میں ذمیوں کے حقوق ادا کرنے کا سب سے زیادہ حق رکھتا ہوں، پھر آپ ﷺ نے اس مسلمان قاتل کو قصاصاً قتل کرنے کا حکم فرمایا جس پر اسے قتل کر دیا گیا۔

---

(7). سورة المائدة، الآية : 45

Al-m«'dah: 45

(8) نور الدين،علي بن سلطان، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح.بيروت: دار الكتب العلمية، 2007م. 21/11

Nër al-dân Alâ b. Sult«n, Miq«t al-maf«tâh, Beirut, Dar al-kutob al-ilmiyyah, 2007. 11/21

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ، حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ. (9)

جس نے بغیر کسی شرعی حکم کے کسی معاہد کو قتل کرڈالا، اللہ نے اس پر جنت حرام قرار دے دی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا.(10)

"جس نے کسی معاہد کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جاسکتی ہے۔"

فقہ اسلامی کے دوسرے بنیادی اصول کی روشنی میں مسلم اور غیر مسلم کی دیت میں برابری کا حکم

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دِيَةُ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ وَالْمَجُوسِيِّ وَكُلِّ ذِمِّيٍّ دِيَةُ الْمُسْلِمِ، قَالَ: وَكَذَلِكَ كَانَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ. (11)

"(پُرامن) یہودی، نصرانی، مجوسی اور ہر ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔ نبی کریم ﷺ اور خلفاء ثلاثہ (حضرت سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین) کے دور میں دیت کا یہی قانون نافذ رہا ہے۔"

اور جہاں تک صحیح بخاری کے حوالہ سے یہ حدیث پیش کی جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ. (12) "مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔"

---

(9) نسائی، السنن، 8 / 24، رقم الحدیث : 4747

Ni«â, al-sunan, 8/24, Hadith: 4747

(10) - بخاري، الصحيح، 3/ 1155، رقم الحديث: 2995، وابن ماجه، السنن، 2 / 896، رقم الحديث: 2686

Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muhammad b. Ismāʿīl b. Ibrāhīm b. Mughīra al-. *Al-J¥mi¢ al-|a^Ï^*. Beruit: D¥r Ibn KathÏr, 1422 AH, 3/1155, Hadith No 2995. And Ibn M¥jah, al-sunan, 2/96, Hadith: 2686

(11). علي المتقي، علي بن عبد الملك بن حسام الدين، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال. بيروت: مؤسسة الرسالة، 1989م. رقم الحديث: 40429 ، 140/15

Alâ al-muttaqâ, Alâ, b. Abd Al-malik, Kana al-umm«l, Beirut, Mussasah, al-risalah, 1989. Hadith: 40429, 15/140

اس کے جواب میں امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارک کا حکم کافر حربی پر محمول ہے لہذا اس صورت میں کسی قسم کا تعارض اور اعتراض لازم نہیں آئے گا، اگر بالفرض اس حدیث پاک کا حکم مطلقاً مانا جائے تو مذکورہ آیات کریمہ میں حکم قرآنی کے عموم پر زیادتی لازم آئے گی جو کہ کسی صورت درست نہیں ہے۔

ماحصل نتائج اصول فقہ کی روشنی میں

1) قرآن مجید کی وہ نصوص جو اصول فقہ کی روشنی میں مطلق اور عموم کا حکم رکھتی ہیں ان کے مطابق اسلام نے مسلم اور ریاست کے غیر مسلم پُر امن شہریوں سے متعلق قصاص اور دیت کے حوالہ سے برابری کا حکم دیا ہے۔

2) قصاص و دیت میں یہ مساوات امت مسلمہ کے ہر فرد کو ریاست کے پُر امن غیر مسلم شہریوں کے تحفظِ جان پر ابھارتی ہے۔

3) جب ذمی سے جزیہ کے بدلے اس کی جان وغیرہ کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا ہے تو عقلاً اور شرعاً اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اگر مسلمان ذمی کو قتل کرے تو قصاصاً مسلمان کو قتل کیا جائے اس سے دستور کی برتری، اخلاق کی بلندی اور تکریم انسانیت کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔

۲-اقلیتوں کے اموال کا تحفظ

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ (13)

---

(12)- بخاري،محمد بن إسماعيل، الصحيح، بيروت: دار ابن كثير، اليمامة، 1987م. رقم الحديث:111 - 33/1
Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muhammad b. Ismāʿīl b. Ibrāhīm b. Mughīra al-. *Al-J¥mi¢ al-|a^ī^*. Beruit: D¥r Ibn KathÏr, 1987.1/33, Hadith: 33

(13) سورة البقرة، الآية:188

Al-baqarah: 188

" اور تم آپس میں ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ اور نہ تم ان مالوں کے ذریعہ حکام تک اس لئے رسائی حاصل کرو کہ تم لوگوں کا کچھ مال ناحق طور پر کھا سکو، حالانکہ تم (اس حقیقت کو) جانتے ہو۔"

آیت مذکورہ میں لفظ " **النَّاسِ** " فقہ اسلامی کے اصول کے مطابق "عام" ہے جس کا مطلب ہے کہ تم کسی بھی آدمی کا ناجائز طریقہ سے مال نہ کھاؤ، خواہ وہ آدمی مسلم ہو یا غیر مسلم!

3-اقلیتوں کی عزت و آبرو کے تحفظ کا حکم

نبی کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر جمیع نسل انسانی کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فَأَعَادَهَا مِرَارًا(14)

" بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں (اور) تمہارے اس مہینے میں۔ آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس (پیغام) کو (اس کی اہمیت کے پیش نظر لوگوں کے سامنے) کئی بار دہرایا۔"

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس تاریخ ساز خطبہ میں لوگوں کو متعدد بار (يا أَيُّها النَّاس) کے الفاظ سے متوجہ فرمایا، اس میں لفظ "**النَّاس**" فقہ اسلامی کے اصول کے مطابق مطلق اور عام کے حکم میں ہے جس کی رو سے کلمہ "الناس" سے مراد قیامت تک آنے والے تمام لوگ مراد ہیں خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم! سو اس اعتبار سے تمام لوگ چاہے وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم ان کے مال، جان اور عزت و آبرو کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔ امام بیہقی علیہ الرحمہ نے دلائل النبوۃ میں نبی کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا وہ مکتوب گرامی جو اہلِ نجران کے لئے تھا نقل کیا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی طرف سے ان کی ہر چیز کی حفاظت کی ذمہ داری اور ضمانت فراہم کی گئی، علاوہ ازیں انہیں بہت سے ایسے دیگر حقوق عطا کئے گئے جن کا باقاعدہ تحفظ کیا گیا، مکتوب گرامی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

وَلِنَجْرَانَ وَحَاشِيَتِهَا جِوَارُ اللَّهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَمِلَّتِهِمْ وَبِيَعِهِمْ وَكُلِّ مَا تَحْتَ أَيْدِيهِمْ. (15)

---

(14) بخاري، الصحيح، رقم الحديث:1739ـ2/186

Bukh¥rï, al-sahïh, Hadith, 1739, 2/186

(15) بيهقي، أبو بكر احمد بن حسين، دلائل النبوة، بيروت: دار الكتب العلمية - 1405ھ5/385

"اللہ تعالیٰ اوراس کے رسولِ مکرم محمد ﷺ اہلِ نجران اوران کے حلیفوں کے لئے ان کے مالوں، ان کے دین وملت، ان کی عبادت گاہوں اور جو کچھ ان کے قبضہ میں ہے (تھوڑا ہے یا زیادہ) ان تمام چیزوں کے ضامن اور ذمہ دار ہیں۔" وَكُلِّ مَا تَحْتَ أَيْدِيهِمْ. کی کچھ تفصیل محدثین عظام اور مؤرخین کرام نے یوں بیان کی ہے:

1. ان کی جان محفوظ رہے گی۔
2. ان کے ہر قسم کے مال (منقولہ وغیر منقولہ) ان کے پاس رہیں گے۔
3. ان کے مذہبی نظام میں تبدیلی نہیں کی جائے گا۔
4. ان کے مذہبی عہدیدار اپنے عہدوں پر براجمان رہیں گے۔
5. ان کی مذہبی عمارات کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔
6. ان کی کسی چیز پر قبضہ نہیں کیا جائے گا۔
7. ان کے علاقے میں فوج نہیں بھیجی جائے گی۔
8. ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔
9. ان سے پیداوار کا عشر (دسواں حصہ) نہیں لیا جائے گا۔
10. کسی مجرم کے بدلہ ان کے کسی بے گناہ کو نہیں پکڑا جائے گا۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری دور میں عیسائیوں کو ایک سند نامہ دیا جس کی دفعات بھی خواطر خواہ انداز میں ان کے حقوق کی پاسداری کرتی ہیں، اسی طرح عہد نبوی میں عیسائیوں کی طرح یہودی بھی آپ ﷺ کی رحمت وشفقت سے محروم نہ تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں یہودیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا گیا جو میثاق مدینہ کے نام سے مشہور ہے وہ یہودیوں کے ساتھ مذہبی رواداری، آزادی اور ان کے حقوق کے تحفظ کی ایک تاریخ ساز دستاویز ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ مذہبی رواداری وغیرہ کا تاکیدی حکم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

Bayhaqâ, Abë Bakr Ahmad b. Husayn, Dal«il al-nubuwwah, Beirut, Dar al-kutob al-ilmiyyah, 1405A.H, 5/385

وَلَا تَسبُّوا الَّذين يدْعونَ من دُون اللَّه فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْواً بغَيرِ علْمٍ كَذَلكَ زَيَّنَّا لكُلِّ أُمَّة عَملَهم ثُمَّ إِلَى رِبِّهِم مرجعهم فينبئهم بما كَانُوا يعملُونَ.(16)

"ترجمہ: اور تم نہ بُرا بھلاَ کہو انہیں جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا (ایسانہ ہو) کہ وہ بھی بُرا بھلا کہنے لگیں اللہ کو، زیادتی کرتے ہوئے جہالت سے۔ یونہی آرستہ کر دیا ہے ہم نے ہر امت کے لئے ان کا عمل، پھر اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر آنا ہے انہوں نے، پھر وہ انہیں بتائے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔"

فقہ اسلامی کے تیسرے بنیادی اصول (اجماع) کی روشنی میں اقلیتوں کے تحفظ کا شرعی حکم

جملہ فقہائے اسلام کا ہر دور میں قرآن و سنت کی روشنی میں اس بات پر اجماع رہا ہے کہ معاہد اور ریاست کے پُرامن غیر مسلم شہریوں کے مال وجان اور عزت و آبرو کا تحفظ کیا جائے، اوران سے متعلق انسانی حقوق کا پوری طرح سے خیال رکھا جائے۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ امت مسلمہ کے تمام ادوار میں عملا اس کا اطلاق کیا گیا۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

إنما بَذلُوا الجزيةَ لتكُونَ دمَاؤُهم كَدمَائنَا وأَموالُهم كَأَموالنَا.(17)

"ریاست کےَ مسلمَ شہری جزیہ اس لئے اداَ کرتے ہیں تاکہ انَ کے خون ہمارے خون کی طرح اور ان کے مال ہمارے مالوں کی طرح (حفاظت میں) برابر ہو جائیں۔"

اگر معاہد غیر مسلم شہریوں پر باہر سے کوئی حملہ آور ہو تو ان کے جان ومال اور عزت و آبرو کا دفاع اسلامی حکومت پر فرض ہے۔

فقہ حنفی کی شہرۂ آفاق کتاب "الدر المختار" میں اقلیتوں اور ریاست کے غیر مسلم شہریوں کے مال وجان کی حفاظت کے بارے میں اس حد تک کہا گیا ہے:

وَيَضْمَنُ الْمُسْلِمُ قِيْمَةَ خَمْرِهِ وَخِنْزِيْرِهِ إِذَا أَتْلَفَهُ. (18)

---

(16) سورة الانعام، الآية : 108

Al-an'«m: 108

(17) ابن قدامه، أبو محمد عبد الله بن أحمد مقدسی، المغني، بيروت، دارالفكر، 1405هـ. 9 : 181

Ibn Qud«mah, Abë Muhammad Abdullah b. Ahmad, Al-mughnâ, Bierut, Dar al-fikr, 9/181

(18) - حصكفی، الدر المختار- بيروت: لبنان ، دار الفكر، 1386هـ ، 2 / 223

"اور مسلمان اگر کسی غیر مسلم شہری کی شراب اور خنزیر کو نقصان پہنچائے گا تو اس کی قیمت کا بطور تاوان ذمہ دار ہو گا۔"

علامہ ابن رشد نے کہا ہے کہ اس امر پر اجماع ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم شہری کے مال کی چوری کا ارتکاب کرتا ہے تو اس پر حد نافذ کی جائے گی۔(19)

وَيَجِبُ كَفُّ الْأَذَى عَنْهُ وَتَحْرُمُ غِيبَتُهُ كَالْمُسْلِمِ.(20)

"اور مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی غیر مسلم شہری کو تکلیف نہ پہنچائے اور اسی طرح اس کی غیبت کرنا ایسے ہی ہے جیسا کہ کسی مسلمان کی غیبت کرنا۔"

تشریعی احکام

1) مسلم اور ریاست کے غیر مسلم شہری عزت و آبرو اور جان و مال کے تحفظ میں برابر ہیں۔

2) کوئی مسلمان کسی غیر مسلم شہری کی ہتک عزت نہ کرے، مثلاً اس کو گالی دینا، تہمت لگانا، اس کی غیبت کرنا یا اس کی طرف حقائق سے ہٹ کر بات منسوب کرنا وغیرہ یہ سب ہتک عزت میں داخل ہیں سو ان سے امت مسلمہ کے ہر فرد کو بچنا ضروری ہے۔

3) اگر کسی مسلمان نے کسی غیر مسلم شہری کا مال چوری کر لیا تو اس پر حد نافذ ہو گی۔

4) اگر کسی آدمی نے کسی غیر مسلم شہری کا مال غصب کیا تو اس پر تعزیر لازم آئے گی۔

غیر مسلم شہریوں کی ہر اس چیز کی حفاظت کرنا جسے وہ مال تصور کرتے ہیں اگرچہ وہ چیز مسلمانوں کے ہاں مال شمار نہیں کی جاتی۔ مثلاً شراب اور خنزیر مسلمانوں کے ہاں مال کے طور پر شمار نہیں ہوتے، جبکہ کفار کے ہاں یہ

Haskafâ, Al-dur al-mukht«r, Beirut, Lebanon, D«r al-fikr, 1386 AH. 2/223

(19). ابن رشد، ابو ولید محمد بن احمد بن محمد، بداية المجتهد، بيروت: لبنان، دار المعرفة، ط-1402ھ، 2 / 399
Ibn Rushd, Abë Walâd Muhammad b. Ahmad, Bid«yah al-mujtahid, Beirut, Lebanon, D«r al-ma'rifah, 1402 AH. 2/399

(20) - حصکفی، المصدر السابق: 2 / 223

Haskafâ, Al-dur al-mukht«r, 2/223

دونوں چیزیں مال شمار ہوتی ہیں۔ سو کسی مسلمان نے اگر کسی غیر مسلم شہری کی شراب اور خنزیر کو ضائع کر دیا یا ہلاک کر دیا تو اسے ان چیزوں کی قیمت تاوان کے طور پر دینی پڑے گی، جبکہ اس کے برعکس کوئی غیر مسلم شہری کسی مسلمان کی شراب کو ضائع کر دے تو اس پر کسی قسم کی کوئی سزا اور تعزیر وغیرہ نہیں ہے، کیونکہ شراب مسلمانوں کے ہاں بطور مال شمار نہیں کی جاتی۔

اقلیتوں کے تحفظ اور خوشحالی سے متعلق دوسرے بنیادی فقہی اصول کی روشنی میں احکام شرعیہ

نبی کریم کا ارشادِ گرامی ہے۔

أَلَا مَنْ ظَلَمَ معاهداً، أَوِ انْتَقَصه، أَوْ كَلَّفَه فوقَ طَاقَتِه، أَوْ أَخَذَ مِنْه شَيْئاً بغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ، فَأَنَا حَجِيجه يوم الْقِيامة.(21)

"خبردار! جس نے کسی معاہد پر ظلم کا ارتکاب کیا یا اس کی حق تلفی کی یا اس کی استطاعت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالا یا اس کی رضامندی کے بغیر اس کی کوئی چیز لے لی تو قیامت کے روز (اس کا حق دلانے کے لئے) میں خود اس کی طرف سے وکالت کروں گا۔"

ایک دفعہ مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے نے ایک غیر مسلم شہری کو ناجائز سزا دی، جب اس کی شکایت امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے گورنرِ مصر کے بیٹے کو اس غیر مسلم شہری سے بر سرِ عام سزا دلوائی اور ساتھ تنبیہانہ انداز میں فرمایا:

متى استعبدتم النَّاس وقد ولدتْهم أُمَّهاتُهم أَحرارا؟ (22)

"تم نے کب سے لوگوں کو (اپنا) غلام بنالیا ہے، حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا ہے۔"

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ایک نابینا بوڑھے یہودی کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا:

---

(21) . أبو داود، السنن، رقم الحديث 3664. 323/3

«ÍÇëéâ

(22) علي المتقي، الهندي، المصدر السابق، 661/12

Alâ al-muttaqâ, Alâ, b. Abd Al-malik, Kana al-umm«l, 12/661

فَما ألجأک الی ما اری؟ قالَ : أسألُ الجزيةَ والحَاجةَ والسن فأخذَ عمر بيده و ذَهَب به الی منزله فرضخ لَه بشئ من المنزل. ثمَّ ارسل الی خَازن بيت المال، فقالَ : انظُرْ هذا و ضُرباءه ، فَو الله! ما أنصفناه أنْ أكلْنا شبيبته ثم نَخذُله عندالهرم۔ (23)

"تمہیں اس چیز پر کس نے مجبور کیا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں، اس یہودی نے جواب دیا بڑھاپے کے عالم میں اپنی ضرورت اور جزیہ کی ادائیگی کے لیے سوال کر رہا ہوں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر کی طرف لائے اور گھر سے کچھ لا کر دیا، پھر بیت المال کے خازن کے پاس بھیجا اور فرمایا: اس بوڑھے اور اس جیسے اور لوگوں کا خیال رکھیئے، اللہ کی قسم! ہم نے ان سے انصاف نہیں کیا کہ ان کی جوانی میں تو ہم نے ان سے جزیہ لیا اور اب بڑھاپے میں ان کو اس طرح رسوا کر رہے ہیں!"

ایک موقع پر سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے عامل کو بھیجتے وقت فرمایا:

لَا تبيعنَّ لَهم كسوة شتاء ولَا صيف، ولَا رزقًا يأكلونه، ولَا دابَّة يعملون عليها، ولَا تضربنَّ أحدًا منهم سوطًا واحدًا في درهم ولَا تقمه على رجله في طَلَب درهم، ولَا تبع لأحد منهم عرضا في شيئ من الخَراج، فإنَّا امَّا أُمرنا أنْ ناخذ منهم العفو، فإنْ انت خالفت ما أَمرتک به يأخذک الله به دوني، و إنْ بلَغني عنک خلَاف ذَلک عزلتک (24)"

تم ان کے سردی گرمی کے کپڑے ، اشیائے خورد ونوش اور کھیتی باڑی کے جانور (جزیہ وصول کرنے کی خاطر) ہر گز نہ بیچنا اور نہ درہم وصولی کی خاطر کسی کو کوڑا مارنا اور نہ ہی درہم وصولی کی خاطر کسی کو کھڑا رکھنے کی سزا دینا، اور نہ ہی خراج کی وصولی کی خاطر کسی کا کوئی ساز و سامان بیچنا، بے شک ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان کے ساتھ درگذر کا معاملہ کریں، سو اگر تم نے اس حکم کی مخالفت کی جو میں نے تجھے دیا ہے تو اللہ تعالیٰ میرے بجائے تجھے سزا دے گا اور اگر کوئی بات تمہارے متعلق ان ہدایات کے برعکس مجھ تک پہنچی تو میں تمہیں معزول کر دوں گا۔"

---

(23) - أبو يوسف، يعقوب بن ابراهيم، كتاب الخراج- بيروت: لبنان، دار المعرفة، ص: 150

Abë Yësuf, al-khir«j, Beirut, Lebanon, D«r al-ma’rifah, 150

(24) أبو يوسف، كتاب الخراج، ص 17

Abë Yësuf, al-khir«j, p: 17

تشریعی احکام

1) بیرونی حملہ آوروں سے ان معاہد غیر مسلم شہریوں کی ہر لحاظ سے حفاظت کرنا۔

2) ریاست اسلامیہ اگر غیر مسلم شہری کو انصاف دلانے میں کمزوری دکھائے یا متوجہ نہ ہو تو نبی کریم ﷺ کا ان مظلوم لوگوں کی طرف سے وکالت کا اعلان کہ قیامت کے روز میں خود ایسے لوگوں کا وکیل بن کر ان کو ان کا حق دلاؤں گا۔

3) ان کی طاقت سے بڑھ کر ان کو بوجھ کا مکلف نہ بنانا۔

4) ٹیکس ادا نہ کرسکنے کی صورت میں ان کی املاک کو فروخت نہ کرنا۔

5) ان کے بڑھاپے میں کام نہ کرسکنے کی صورت میں جبکہ ان کا کوئی ذریعۂ معاش بھی نہ ہو تو ان کی امداد کرنا اور ان کے لیے مالی وظائف مقرر کرنا۔

عصر حاضر میں اقلیتوں کے تحفظ و خوشحالی کے اسلامی قوانین کی تطبیق و تنفیذ

اسلام نہ صرف خود سلامتی اور امن کا دین ہے بلکہ دوسرے تمام لوگوں کے لئے بھی بغیر کسی رنگ و نسل اور مذہبی امتیاز کے جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

لَا يَنهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ. (25)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تمھیں منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ نہیں کی اور نہ انہوں نے تمھیں تمہارے گھروں سے نکالا کہ تم ان کے ساتھ احسان کرو اور ان کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ. (26)

(25) سورة الممتحنة، الآية:8

Al-mumtahinah: 8

ترجمہ:"وہ لوگ جن کو ہم نے زمین میں تمکنت عطافرمائی ہے وہ نظامِ نماز اور نظامِ زکوٰۃ قائم کرتے ہیں اوراچھے کاموں کا حکم دیتے اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔"

یہ آیت کریمہ اسلامی حکومت سے واضح طور پر مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ملک میں اسلامی قوانین کی تنفیذ کو یقینی بنائے، کیونکہ اس میں کلمہ "معروف "اور"منکر"(دونوں) فقہ اسلامی کے ضابطوں میں سے " مطلق "ہیں اور "مطلق "کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے، بایں صورت کہ کلمہ قرآنی"معروف" جو کہ ہر عمل خیر کو شامل ہے اپنے قانونی حکم میں صاحب امر اور بااختیار لوگوں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ اسلامی ریاست میں اس کا نفاذ کریں۔ اسی طرح فقہِ اسلامی کے ایک اور ضابطہ " دلالت النص" سے بھی ثابت ہورہا ہے کہ ہر معروف (خیر پر مبنی کام) کو اسلامی ریاست میں نافذ کرنا مسلم حکام کا دینی فرض ہے۔

اسی طرح آیت میں ذکر کردہ کلمہ "منکر"(ناپسندیدہ اور مذموم قول یا فعل) جس کی ممانعت کا حکم فرمایا گیاہے، بھی اصول فقہ کی روشنی میں حکم کے اعتبار سے مطلق اور عام ہے لہذا اس کے مفہوم میں بھی ہر وہ شے داخل ہے جو شرعی اعتبار سے ناپسندیدہ اور لائقِ مذمت ہے۔ارباب اختیار سے ایسے تمام مذموم امور کی روک تھام کا مطالبہ کیا گیاہے۔

ذمی، معاہد اور غیر مسلم شہری جو کہ اسلامی ریاست کے قوانین کے پابند ہیں ان کے ساتھ حسنِ سلوک ،ان کے جان و مال کی حفاظت، ان کی عزت وآبرو کا تحفظ اوران کی خوشحالی کے اقدامات سب کے سب آیت مذکورہ میں کلمہ قرآنی " وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ " کے مفہوم میں داخل ہیں۔اوران غیر مسلم اقلیتوں کومال وجان اور عزت وآبرو کے اعتبار سے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچانا "وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ "کے مفہوم میں داخل ہے۔لہذا حکومت اسلامیہ پر لازم ہے کہ وہ ان جملہ مذکورہ امور کی تنفیذ کو یقینی بنائے تاکہ مسلم ریاست کے ہر شہری (مسلم وغیر مسلم) کی جان ومال اور عزت وآبرو کو نقصان نہ پہنچایا جاسکے۔

خلاصہ کلام

اسلامی قوانین محض الفاظ نہیں ہیں، بلکہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سنت مبارکہ اور خلفائے راشدین کا طرز عمل ان کا عملی ثبوت ہیں ، اسی طرح فی زمانہ اسلامی ریاستوں کے سربراہان اور امت مسلمہ کے دیگر افراد نے غیر مسلم اقوام کے حقوق کے حوالہ سے انتہائی شاندار کردار ادا کیا ہے۔ وادی طائف میں ایک طرف غیر مسلم قوم کا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر پتھر برسانا تو دوسری طرف زبانِ نبوت سے ان کی ہدایت کے لئے دعائیں نکلنا یہ

(26) سورة الحج، الآية:41

Al-hajj: 41

محض ایک دلخراش منظر ہی نہیں تھا بلکہ رحمۃ للعالمین ﷺ کی یہ پُرسوز صدا قیامت تک کے غیر مسلموں کے لئے ایک سبق کی حیثیت رکھتی ہے، کہ آج تم حق کو تسلیم کرلو! محمد عربی ﷺ کی طرف سے بروز قیامت بھی تمہارے لئے تمہارے حقوق کے تحفظ کی ضمانت ہوگی، اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کا مجرمین کے ایک جم غفیر کو معاف کرنا اور یہ فرمانا کہ: جاؤ! تم سب آزاد ہو! اور اس موقع پر جناب ابوسفیان جو کہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے ان کے گھر کو دارالامان قرار دینا، رئیس المنافقین کے جنازے میں شرکت فرمانا اور اسے اپنا کرتہ پہنا دینا، مدینہ کے یہودیوں اور نجران کے عیسائیوں کے ساتھ آپ ﷺ کا حسنِ سلوک، تاریخ اسلامی میں ایسی نادر مثالیں ہیں جن کی آج تک کوئی بھی نظیر نہیں پیش کرسکا۔ اسلام نے غیر مسلموں کو حقوق دینے اور ان کے تحفظ و خوشحالی کے سلسلہ میں کس قدر جامع اور خوبصورت انداز میں تعلیمات دی ہیں، فرمایا:

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ.(27)

"اور اگر وہ (کفار) صلح کے لئے جھکیں تو آپ بھی اس (صلح) کی طرف مائل ہو جائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔" اور فرمایا:

وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ.(28)

"اور اگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دیں یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سنے، پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دیں، یہ اس لئے کہ وہ (حقیقت کو) نہیں جانتے۔"

قصہ مختصر، اسلام کی تو ساری عمارت ہی امن و سلامتی کی بنیاد پر استوار ہے۔ اسلام نے غیر مسلم اقوام کے عقائد، جان، مال، عزت و آبرو، معاشرت، ثقافت، سیاست اور دیگر انفرادی و اجتماعی امور سے متعلق بہت ہی مؤثر انداز میں ہدایات دی ہیں، جو ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے، اسلام نے نہ صرف ان کے دنیاوی تحفظ کے حوالہ سے بلکہ ان کو اخروی زندگی میں جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے جس عمدہ اسلوب اور مختلف پیرائے میں

---

(27) سورة الأنفال، الآية : 61

Al-anf«l: 61

(28) سورة التوبة، الآية:6

Al-tawbah: 6

بات کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ عصرِ حاضر میں اور مابعد آنے والی اسلامی حکومتوں کو چاہیے کہ دور نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والسلام اور خلفائے راشدین کے عہد زریں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے غیر مسلم اقوام اور ریاست اسلامی کے پُرامن غیر مسلم شہریوں کے حقوق کو فقہِ اسلامی کی روشنی میں سمجھیں اور ان کے تحفظ کا پوری طرح خیال رکھیں اور باقاعدہ طور ان کو اسلامی ریاست میں نافذ کر کے اس سلسلہ میں اسلام اور اہلِ اسلام کا طرۂ امتیاز برقرار رکھیں۔

مولانا الطاف حسین حالی مرحوم رحمۃ للعالمین ﷺ اور آپ کی شریعت کے سراسر رحمت ہونے کی عکاسی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا   مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا   وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجاء ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولا
خطاکار سے درگزر کرنے والا   بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر وزبر کرنے والا   قبائل کا شیر وشکر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License